قرآن میں ہر شخص اپنا تذکرہ پڑھ لے!

ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی

قرآن کی نصیحت اور یاددہانی سادہ اور عام فہم لفظوں میں ہر فرد کے لیے بالکل عام ہے۔ وہ سب کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی طرف پلٹ کر آنے کی بار بار دعوت دیتا ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس کتابِ عظیم کے لیے 'ذکر' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

- اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٨٧﴾ (ص ۳۸:۸۷) یہ تو بس تمام دنیا کے لیے یاددہانی ہے۔
- وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٥٢﴾ (القلم ۶۸:۵۲) یہ تو سارے جہاں والوں کے لیے ایک یاددہانی ہے۔
- اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٢٧﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿٢٨﴾ (التکویر ۸۱:۲۷-۲۸) یہ تو سارے جہاں والوں کے لیے ایک نصیحت ہے تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جو راہِ راست پر چلنا چاہتا ہو۔
- فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿٢٦﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٢٧﴾ (التکویر ۸۱:۲۶-۲۷) پس تم کہاں بھاگے جا رہے ہو، یہ (قرآن) تو ساری دنیا کے لوگوں کے لیے نصیحت اور یاددہانی ہے۔
- وَهٰذَا ذِكۡرٌ مُّبٰرَكٌ اَنۡزَلۡنٰهُ ؕ اَفَاَنۡتُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ﴿٥٠﴾ (الانبیاء ۲۱:۵۰) اور یہ بابرکت ذکر ہم نے (تمھارے لیے) نازل کیا ہے۔ پھر کیا تم اس کو قبول کرنے سے انکاری ہو؟
- قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔـلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٰى لِلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿٩٠﴾ (الانعام ۶:۹۰)

کہہ دو میں اس (دعوت دین) پر تم لوگوں سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ یہ تو ایک عام نصیحت ہے تمام دنیا والوں کے لیے۔

ایک جگہ اس کتاب کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے: وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝۱ (صٓ ۳۸:۱)۔ 'ذکر'،'ذکریٰ' کا مفہوم تقریباً وہی ہے، جو موعظت یا نصیحت کا ہے۔ اس کے مفہوم میں: ''نصیحت یا اچھی بات بتانا، یاددلانا یا یاددہانی کراتے رہنا، سب کچھ شامل ہے''۔

بلاشبہہ قرآن کریم سراپا یاددہانی ہے، ہدایات ربانی کی اور احکام الٰہی کی۔ اس لحاظ سے قرآن کتابِ ذکر بھی ہے:

- یہ کتاب انسان کو بار بار یاد دلاتی ہے کہ اللہ کے بندے ہونے کا تقاضا کیا ہے؟
- اس کے فرائض کیا ہیں؟
- اس پر دوسروں کے کون کون سے حقوق عائد ہوتے ہیں؟
- وہ انسان کو باخبر کرتی رہتی ہے کہ عقیدہ کیسے درست کیا جائے؟ عبادت کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟
- اخلاقی زندگی کی تعمیر کیسے ہو، لوگوں کے ساتھ تعلقات و معاملات میں کیا طرزِعمل اپنایا جائے؟

ان آیات سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ قرآن کی نصیحت اور یاددہانی بالکل عام فہم اور دل میں اُتر جانے والی ہے۔ یہ تمام انسانوں کے لیے ہے۔ اس کے مخاطب معاشرے کے تمام طبقوں کے لوگ ہیں: خواہ وہ مومن ہوں یا غیر مومن، قرآن کو ماننے والے ہوں یا اس کے منکر، عوام ہوں یا خواص۔ اس کی نصیحت میں سب کے لیے بھلائی ہے اور اس کی یاددہانی میں ہر ایک کے لیے خیر کا پہلو ہے۔ اس لیے سب کو اس کی طرف بلایا جارہا ہے اور ہر ایک سے یہ مطلوب ہے کہ وہ اس سے فیض حاصل کرے۔ اس نعمت کی ناقدری پر باز پُرس بھی ہوگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے سب کو یہ پیغام دیا جارہا ہے:

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝۴۴ (الزخرف ۴۳:۴۴) اور یہ تمھارے لیے اور تمھاری قوم کے لیے یاددہانی ہے اور عنقریب تم سب سے پُرسش ہوگی۔

قرآن کریم ایک اور اعتبار سے 'کتابِ ذکر' ہے، اگرچہ اس پہلو پر کم توجہ دی جاتی ہے، لیکن یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور وہ یہ کہ اس میں ہر شخص کا ذکر موجود ہے۔ اس میں ہر ایک کے حالات کا بیان ہے۔ اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ (الانبیاء۲۱:۱۰) لوگو! ہم نے تمھاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے، جس میں تمھارا ہی ذکر ہے، کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟

اس آیت میں لوگوں کو مخاطب کر کے واضح کیا گیا ہے کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے، جس میں ہر شخص اپنا تذکرہ پڑھ سکتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے احوال واوصاف معلوم کرسکتا ہے۔ اپنی خوبیوں اور خامیوں کا پتا لگا سکتا ہے۔ اس کے آئینے میں وہ اپنے عمل و کردار کی تصویر کا مشاہدہ کرسکتا ہے کہ عقائد و عبادات سے متعلق وہ قرآنی ہدایات پر کہاں تک دھیان دے رہا ہے؟ وہ جان سکتا ہے کہ اخلاق کے اعتبار سے وہ کس مقام پر ہے؟ اسے وہ قرآن سے دریافت کرسکتا ہے کہ معاملات میں صفائی و دیانت داری کے لحاظ سے وہ کس درجے میں ہے؟ وہ بخوبی پتا لگا سکتا ہے کہ حقوقِ انسانی کی ادایگی میں اس کی کیا تصویر بنتی ہے؟ وہ دیکھ سکتا ہے کہ معاشرے میں اس کا اپنا کیا مقام ہے، اللہ کے نزدیک اس کا کیا مرتبہ ہے؟ یہ سب درجات اور کیفیات وہ اس کتابِ ہدایت کے ذریعے سمجھ سکتا ہے۔

غرض یہ کہ قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے اور ایسا صاف و شفاف آئینہ ہے کہ اس میں افراد بھی اپنے خدوخال دیکھ سکتے ہیں اور قومیں بھی اپنی تصویر ملاحظہ کرسکتی ہیں۔ اس لیے کہ قرآن میں صحیح عقائد کی وضاحت کی گئی ہے۔ عبادات کی بجا آوری کا صحیح طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ اور اس کے بندوں سے تعلق قائم رکھنے کے اصول وضوابط واضح کیے گئے ہیں۔ حُسن اخلاق کے اعلیٰ نمونے پیش کیے گئے ہیں۔ مالی معاملات میں صفائی و دیانت داری کی ہدایات دی گئی ہیں۔ سیاست وحکومت کے رہنما اصول وضع کیے گئے ہیں۔ اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ وناپسندیدہ اعمال کی نشان دہی کی گئی ہے۔ صاحبِ ایمان، فرماں بردار، صالح، متقی اور باکردار لوگوں کو ملنے والے اجروثواب اور انعام واکرام کی خوش خبری دی گئی ہے۔ نافرمان، سرکش و بدکردار قوموں کے انجامِ بد

سے خبردار کیا گیا ہے۔

● **ہمارا تذکرہ**: قرآن میں ہمارا تذکرہ کہاں کہاں ہے اور کس انداز میں ملتا ہے؟ اسے چند مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے:

● سورۂ احزاب کی آیت ۳۵ میں اہلِ اسلام کے ۸ اوصاف بیان کیے گئے ہیں اور وہ ہیں: اللہ کی اطاعت وفرماں برداری، سچائی، صبر کرنا، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنا۔ اس آیت کو سمجھ کر پڑھنے پر ہر شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس پوری آیت میں اس کا ذکر ہے۔

● سورۂ نساء کی آیت ۳۶ میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ: اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، والدین، رشتہ داروں، یتامیٰ، مساکین، قرابت دار یا اجنبی پڑوسی، ہم نشین وعام مسافر اور اپنے مملوک کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ بے شک اللہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جب اس آیت کا مفہوم کسی کے سامنے آئے گا تو اسے اپنی عملی زندگی کی روشنی میں اچھی طرح معلوم ہوجائے گا کہ اس آیت کے کس حصّے میں اس کا ذکر ہے، اور وہ اُن مطالبات کو کہاں تک پورا کر رہا ہے؟

● سورۂ حجرات آیات ۱۱-۱۲ میں اللہ کی یہ ہدایات ملتی ہیں: کسی کا مذاق نہ اڑاؤ، کسی پر عیب نہ لگاؤ، کسی کو بُرے لقب سے نہ یاد کرو، کسی کے بارے میں قیاس آرائیوں سے پرہیز کرو، کسی کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور کسی کی غیبت نہ کرو۔ جب یہ ہدایات کسی کی نظر سے گزریں گی تو اسے یہ اندازہ کرنے میں ذرا سی بھی دشواری نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے جن خرابیوں وبرائیوں سے منع فرمایا ہے، ان میں سے کن سے وہ پاک اور محفوظ ہے اور کن سے وہ بچ نہیں سکا بلکہ ملوث ہے۔

● اسی طریقے سے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر مال وزر کے حصول، ان کے استعمال وخرچ اور لین دین کے معاملات سے متعلق یہ احکام ملتے ہیں: ● ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ (البقرہ ۲:۱۸۸) ● حلال وپاک چیزیں کھاؤ (البقرہ ۲:۱۶۸) ● مال ودولت کے حصول میں ناجائز ذرائع سے اجتناب کرو (البقرہ ۲:۲۷۵، المائدہ ۵:۹۰) ● مال ودولت ملنے پر نہ اتراؤ (الحدید: ۲۳) ● اپنے مال ودولت میں سے اقرباء، یتامیٰ، مساکین، مسافر ومحرومین کے حقوق ادا کرو (بنی اسرائیل ۱۷:۲۶، الذاریات ۵۱:۱۹) ● سائل کو نہ جھڑکو، یعنی اس کی عزتِ نفس کا خیال رکھو (الضحٰی ۹۳:۱۰) ● تنگ دست مقروض کو قرض کی ادائیگی کے لیے

مہلت دو (البقرہ۲:۱۹۵، المنافقون ۶۳: ۱۰، التغابن ۱۶:۶۴) ●صدقہ وخیرات کر کے احسان نہ جتاؤ اور نہ ستاؤ (البقرہ ۲: ۲۶۳ - ۲۶۴) ● مال خرچ کرنے میں ریا ونمود سے پرہیز کرو (البقرہ ۲: ۲۶۴، النساء ۴: ۳۸) ● بخل وفضول خرچی سے اپنے کو دُور رکھو (اعراف ۷: ۳۱، بنی اسرائیل ۱۷: ۲۶-۲۷، ۲۹) ● امانتیں، اہلِ امانت کے حوالے کر دو (النساء ۴: ۵۸، الانفال ۸: ۲۷) ● ٹھیک ٹھیک اور انصاف کے ساتھ ناپو اور تولو (الانعام ۶: ۱۵۲، بنی اسرائیل ۱۷: ۳۵، الرحمٰن ۵۵: ۹) ●لین دین یا مالی معاملات میں جو وعدہ یا قول وقرار کرو، اسے پورا کرو۔(المائدہ ۵: ۱، بنی اسرائیل ۱۷: ۳۴)

جب بھی یہ احکامِ الٰہی کسی کے سامنے آئیں گے، تو اسے اپنے بارے میں بڑی آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ مالی معاملات میں اس کا ریکارڈ کتنا صاف ہے اور یہ کہ ان میں سے کس کس حکم پر عمل کا حق وہ ادا کر رہا ہے؟

قرآن نے مختلف مقامات پر مومنین اور صادقین یا عاملین بالقرآن کے کردار اور اخلاق کی تصویر کشی کی ہے، اور یہ بتایا ہے کہ وہ ایمان ویقین پر جمے رہتے ہیں، اللہ کی عبادت میں مخلص وسنجیدہ ہوتے ہیں اور انسانی حقوق کی پاسبانی اور بھلائی کے کاموں میں ہمیشہ سرگرم رہتے ہیں۔

سورۂ فرقان کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے ان محبوب بندوں کے خصائص بیان کیے گئے ہیں:

رحمٰن کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل اُن کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام۔ جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔ جو دُعائیں کرتے ہیں کہ ”اے ہمارے رب، جہنم کے عذاب سے ہم کو بچا لے۔ اُس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے، وہ تو بڑا ہی بُرا مستقر اور مقام ہے“۔ جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ اُن کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے، اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا، قیامت کے روز اس کو مکرّر عذاب دیا جائے گا اور اسی میں وہ ہمیشہ ذلّت ساتھ پڑا رہے گا۔ اِلّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد)

توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو.... (اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر اُن کا گزر ہو جائے، تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔ جنھیں اگر ان کے ربّ کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔ جو دُعائیں مانگا کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب، ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا"۔(الفرقان ۲۵: ۶۳-۶۴، ۶۷-۷۴)

جب بھی کوئی شخص ان آیات کو سمجھ کر پڑھے گا تو اسے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ ان آیات میں کہاں کہاں اس کا ذکر ہے، یعنی ان میں بیان کیے گئے کن کن اوصاف پر وہ پورا اتر رہا ہے اور کن آیات میں اس کا ذکر نہیں ملتا؟ گویا اللہ کے محبوب بندوں کے کن اوصاف سے اس کی ذات عاری ہے؟ قرآن میں اپنا ذکر تلاش کرنا یا اس طرح کا جائزہ لینا ہر شخص کو اپنے بارے میں احتساب کا موقع عنایت کرتا ہے، جو لازمی طور پر اس کے کردار و اخلاق کو سنوارنے میں مدد دیتا ہے۔ سورۂ انبیاء کی آیت ۱۰ کے حوالے سے قرآن کریم کے کتابِ ذکر ہونے کی حیثیت سے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا ہے:

ہمارے اسلاف اپنے اخلاق و اوصاف اور اپنے اندرون کو بخوبی جانتے تھے۔ ہر چیز ان کے سامنے روشن و عیاں ہوتی تھی۔ وہ اسی قرآن سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اسی کتاب میں اپنے چہرے ڈھونڈتے اور اپنے اخلاق و اطوار کی سچی اور صحیح تصویر تلاش کرتے تھے اور بہت آسانی سے خود کو پہچان لیتے تھے۔ اگر ذکرِ خیر ہوتا تو خدا کا شکر ادا کرتے اور کچھ اور ہوتا تو استغفار کرتے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے تھے۔ (سید ابوالحسن علی ندوی، قرآنی افادات [ترتیب: ر۔ حقانی ندوی]، رائے بریلی، ص ۵۶۲)

مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کو بار بار اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق یاد دلاتا ہے۔ یہ ایک صاف و شفاف آئینہ ہے، جس میں ہر شخص اپنے کردار و اعمال کی تصویر دیکھ سکتا ہے۔ یہ کتاب سب کے لیے بالخصوص اس کے پیغام کو قبول کرنے والوں کے لیے موجبِ رحمت ہے۔ اس کے علم کی اشاعت وجہِ سعادت ہے اور اس کی ہدایات و تعلیمات پر عمل کرنا ذریعۂ نجات و فلاح ہے۔

ان خصوصیات کی وجہ سے قرآن کریم بلاشبہہ اللہ ربّ العزت کی سب سے بڑی نعمت ہے جو رحمۃ للعالمین وختم المرسلین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے انسان کو مرحمت ہوئی۔ اس کی قدردانی کا تقاضا یہی ہے کہ زندگی کے ہر مرحلے میں اس کو رہنما بنایا جائے، ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کیا جائے اور اسی میں درپیش مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ قرآن کریم سے خود تذکیر حاصل کرنا اور دوسروں کو اس کی نصیحت، ہدایات وتعلیمات یاد دلانا ہر حال میں نفع بخش ہے، جیسا کہ خود قرآن میں اس کی تاکید ملتی ہے:

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۵۵ (الذاریات ۵۱:۵۵) اور یاددہانی کرتے رہو بےشک یاددہانی کرنا مومنین کو نفع بخشتا ہے۔

اللہ کرے ہمیں اس کی توفیق نصیب ہو اور ہم سب اس کتابِ عزیز کے سچے عاشق اور مخلص خادم بن جائیں۔